# B.S Nishat Education
# 0300-5371884, 0344-5515779, 0512285833

سمسٹر: بہار2020ء

کورس:اسلامیات کوڈ:343

کلاس:انٹرمیڈیٹ مشق نمبر:1

**سوال نمبرا: قرآن مجید کے نام تحریر کریں؟ عہد صدیقیؓ اور عہد عثمانیؓ میں تدوین قرآن پر نوٹ تحریر کریں۔**

**جواب:۔** قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اتاری جس طرح اللہ کے بہت سے نام ہیں مثلاً الرحمٰن، الرحیم، الصمد، الملک، القدوس وغیرہ اسی طرح قرآن کے بھی بہت سے نام ہیں مثلاً

۱) **الکتاب:** خاص کتاب یعنی اللہ کی کتاب ۲) **الفرقان:** حق اور باطل میں فرق کرنے والی

۳) **الذکر:** نصیحت ۴) **النور:** روشنی ۵) **الشفاء:** پیغام صحت

**عہد صدیقی میں تدوین قرآن:۔** قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مکمل ہو چکا تھا اور بے شمار حفاظ کے سینوں میں محفوظ تھا، بے شمار افراد کے پاس قرآن مجید کے لکھے ہوئے نسخے موجود تھے۔

**امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ:۔** ''خلیفہ اول (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے زمانے میں کوئی ایسا شہر نہیں تھا جہاں لوگوں کے پاس کثرت سے قرآن مجید کے لکھے ہوئے نسخے نہ ہوں۔

اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کے لکھے ہوئے نسخے ایک لاکھ سے کم نہ تھے۔'' **(کتاب الملل والنحل)**

عہد صدیقی میں کتابی صورت میں ایک مستند نسخہ مرتب کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب حفاظ لڑائیوں میں کثرت سے شہید ہو رہے تھے۔ قرآن لکھا ہوا موجود تو تھا لیکن اس کے اجزاء منتشر تھے۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا:

''بخاری شریف'' میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے۔ ''مجھے ابوبکرؓ نے جنگ یمامہ کے بعد بلوا بھیجا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ عمر بن خطابؓ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

**ابوبکرؓ نے فرمایا:** کہ عمر میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے بہت سے قرآء شہید ہوئے ہیں اور مجھے خطرہ محسوس ہوا ہے کہ اگر اسی طرح دوسری لڑائیوں میں قرآء شہید ہوتے رہے۔ تو بہت سارا قرآن ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ تو میں نے عمرؓ کو جواب دیا کہ ہم اس کام کو کس طرح انجام دیں جسے رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا۔ تو عمرؓ نے کہا۔

B.S Nishat Education
0300-5371884, 0344-5515779, 0512285833

خدا کی قسم یہ نہایت ضروری اور بہتر کام ہے۔اور عمر مجھ سے اس معاملہ میں اصرار اور بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو اس کام کے لئے کھول دیا اور میری بھی وہی رائے ہوگئی جو عمرؓ کی ہے۔'' پھر حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔تم جوان اور زیرک ہو۔ہم تم پر کسی طرح کی تہمت نہیں لگا سکتے نیز تم رسول کریم ﷺ کے عہد میں کاتب وحی تھے۔لہٰذا تم پورے قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے میں لگ جاؤ۔خدا کی قسم اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کی تکلیف دیتے تو مجھ پر اس قدر گراں نہ گزرتا جتنا قرآن کریم کے جمع کرنے کی ذمہ داری کا بار گراں،جس کا انہوں نے حکم دیا۔میں نے کہا کہ آپ دونوں کس طرح وہ کام کرنا چاہتے ہیں جسے رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا۔تو ابوبکرؓ نے فرمایا:

اللہ کی قسم یہی بہتر ہے۔پس ابوبکر مجھ سے اصرار اور بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے اس نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے سینوں کو کھول دیا تھا۔چنانچہ میں قرآن کو کھجور کے درخت کی چھالوں سے اور پتھر کی تختیوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا رہا۔البتہ **سورۃ توبہ** کا آخری حصہ مجھے صرف ابوخزیمہ انصاریؓ سے ملا اور ان کے سوا کسی اور کے پاس سے وہ مجھے نہ ملا۔یعنی **"لقد جآء کم رسول من انفسکم"** ختم براءۃ تک پس یہ صحیفے ابوبکرؓ کے پاس ان کی وفات تک رہے پھر عمرؓ کے پاس ان کی وفات تک، پھر حفصہؓ کے پاس۔

**حضرت علیؓ** کا ارشاد ہے۔''اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے۔وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کیا۔''

**عہد عثمانی:۔** رسول کریم ﷺ نے سہولت کے لیے عرب کے ہر قبیلے کو اپنے اپنے لہجے اور رسم الخط میں پڑھنے اور لکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔عہد عثمانی میں اختلاف قرآنی کی وجہ سے نومسلم عجمیوں میں ایک فتنہ کھڑا ہوا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے جو بخاری میں ہے۔''حذیفہ بن الیمانؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے ارمینیہ کی فتح میں اہل شام کے ساتھ اور آذربائیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ جہاد میں شرکت کی تھی۔وہاں ان دونوں علاقوں کے مسلمانوں کا قرأت قرآن میں اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے۔پس جب وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو کہا۔اے امیر المومنین! اس طرح اختلاف کرنے میں اس امت کی خبر لیجیے۔قبل اس کے کہ وہ کتاب اللہ میں اس طرح اختلاف کرنے لگیں جس طرح یہود اور انصار نے اختلاف کیا۔تو حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا۔کہ ہمارے پاس صحیفے ارسال کردیں تا کہ ہم اس کی نقلیں مصاحف میں کرلیں پھر آپ کو اصل صحیفے واپس کردیں گے۔تو حضرت حفصہؓ نے ان صحیفوں کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا اور حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارثؓ کو حکم دیا۔تو ان لوگوں نے اس کو مصاحف میں نقل کیا۔حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کے سوا بقیہ تینوں قریشی اصحاب سے کہا تھا۔کہ جب تم لوگ اور زید بن ثابتؓ قرآن کے کسی لفظ میں اختلاف کرو تو اس کو لغتِ قریش میں لکھنا۔کیونکہ وہ (قرآن) انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔تو انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب اصل مسودات مصاحف میں نقل کرلیے گئے۔تو حضرت عثمانؓ نے اصل صحیفوں کو حضرت حفصہؓ کے پاس بھیج دیا اور جو مصاحف نقل کرائے تھے ان میں سے ایک ایک نسخہ مملکت کے ہر علاقے میں بھیج دیا۔اور حکم دیا کہ ان کے سوا جس صحیفہ یا مصحف میں

قرآن لکھا ہوا ہے اسے جلا دیا جائے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ جس وقت ہم مصحف لکھ رہے تھے۔ تو سورۃ احزاب کی آیت اصل صحیفوں سے ہمیں نہ ملی۔ جسے میں رسول کریم ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ تو ہم نے اس کی تلاش کی۔ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی پائی اور وہ آیت "**من المومنین رجال صدقوا ماعا ھدوا اللہ علیہ**" تھی۔ چنانچہ ہم نے اس کو اسی سورۃ میں مصحف میں شامل کر لیا۔

**سوال نمبر۲: قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت واضح کریں۔**

**جواب:۔ اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت:۔** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔"

ترجمہ:۔"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"**من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ومن تولّٰی فما ارسلنک علیھم حفیظا۔**" (سورۃ النساء پ۴ : ۸۰) "جس کسی نے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے (اطاعت رسول ﷺ) سے رخ موڑ لیا۔ ہم نے (اے رسول ﷺ) تم کو ان پر کوئی پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجا۔"

**اطاعت رسول ﷺ:۔** مقصد رسالت اور خلوص و وفاداری اس کی شرط ہے۔ اللہ کی طرف سے رسول محض صرف اس لیے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ بس اس کی رسالت کا اقرار کرلو اور پھر اطاعت چاہے کسی اور کی کرتے پھرو۔ بلکہ رسول کے آنے کی غرض یہ ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ (رسول) لے کر آیا ہے دوسرے تمام قوانین چھوڑ کر صرف اس کی پیروی کی جائے۔ امت کیلئے ضروری ہے کہ رسول کو اپنا مقتدا اور مطاع تسلیم کرکے اس کی بتلائی ہوئی شریعت پر چلنا بھی سیکھے۔

**مطاع حقیقی اللہ:۔** اطاعت رسول اس لیے ضروری ہے کہ رسول کے احکام اللہ کے احکام ہیں۔ مطاع حقیقی اللہ ہی ہے۔ اللہ کے احکام کو بندوں تک پہنچانے کے علاوہ رسول، ان احکام کا بہترین سمجھنے والا، اور ان پر سب سے پہلے عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ رسول کی اطاعت شخصیت پرستی نہیں۔ بلکہ یہ اللہ کی اطاعت کی واحد صورت ہے۔ اور صرف اطاعت رسول کے ذریعے ہی آدمی ہر طرح کی شخصیت پرستی اور دیگر کئی طرح کی "پرستشوں" سے نجات پاسکتا ہے۔

**اصل مقصود:۔** اللہ کے احکام کی اطاعت ہی اصل مقصود ہے مگر اللہ کے احکام بھی صرف رسول کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور ان احکام پر درست طریقے سے عمل کرنا بھی آپ ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت سے الگ اور جدا نہیں ہوسکتی۔ اگر رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے تو پھر رسول کی نافرمانی یقیناً اللہ کی نافرمانی ہے۔

**ارشاد ربانی ہے۔**"قل اطیعو اللّٰہ واطیعوا الرسول ہ فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم ہ وان تطیعوہ تھتدو وما علی الرسول الا البلاغ المبینہ"

ترجمہ:۔"(اے نبیؐ) آپ (صاف) کہہ دیجئے۔ کہ تم اللہ کے مطیع بنو اور رسول ﷺ کے تابع فرمان بن کر رہو۔ سو (اس واضح اعلان کے باوجود) اگر تم نے (اطاعت سے) روگردانی کی تو (خوب) سمجھ رکھو۔ کہ اس (رسول) پر جس (فرض) کا بار رکھا گیا ہے وہ اس کا ذمہ دار

ہے۔اور تم پر جس (فرض) کا بارڈالا گیا ہے اس کے تم ذمہ دار ہو۔پس اگر تم اس کی اطاعت کرو گے۔تو خود ہی ہدایت کی راہ پاؤ گے۔ورنہ رسول کی ذمہ داری (احکام الٰہی) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔اور بس!''

**علی الاعلان حکم:۔** رسول ﷺ کے ذریعے اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت کا مطالبہ کا اعلان بڑی اہمیت دکھتا ہے۔اب اطاعت، ایمان کا صرف عقلی اور لازمی تقاضا نہیں بلکہ حکم ہے۔رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح اللہ کی اطاعت وہ ہمارے لیے نمونہ ہے۔''اطاعت کرو'' کے حکم میں کے دو ہی ردِ عمل ممکن ہیں۔۱) روگردانی اور انکار ۲) اطاعت اور تعمیل

**اطاعت میں فائدہ:۔** رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرو گے جو ٹھیک اللہ ہی کی اطاعت ہے تو ہدایت پا لو گے۔ہدایت کا یا اللہ کی اطاعت کا کوئی خود ساختہ کام نہیں دے گا۔ساری ہدایت زندگی کی منزل مقصود تک پہنچنے کا راز صرف اطاعت رسول ﷺ میں پوشیدہ ہے۔

**سوال نمبر۳: اعجاز قرآن کا کیا مطلب ہے؟ دلائل سے ثابت کریں کہ ''قرآن مجید ایک معجزہ ہے۔''**

**جواب:۔** اعجاز قرآن کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم ایک معجزہ ہے جسے حضور ﷺ نے اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور لوگوں سے کہا کہ تمہیں اس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شبہ ہے تو تم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی طرح ایک سورت بنا کر لے آؤ۔قرآن حکیم نے ساری کائنات کو چیلنج کرتے ہوئے کہا:

''اور اگر تم اس کلام کے بارے میں کسی شبہ میں مبتلا ہو جو ہم نے حضرت محمد ﷺ پر اتارا تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی لے آؤ، اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔اگر تم سچے ہو پس اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر بچو اس آگ سے۔جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

قرآن حکیم جس زمانے میں نازل ہوا اس وقت عربوں میں شعرو شاعری، فصاحت و بلاغت کا بہت زور تھا۔ان میں شاعری اور خطابت کے آپس میں مقابلے ہوتے۔الفاظ و معانی پر بحث ہوتی۔ہر بڑا شاعر دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا اور عرب کے لوگ باقی ساری دنیا کو اپنے مقابلے میں گونگا سمجھتے تھے۔ایسے حالات میں ایک ایسے شخص (حضور ﷺ) جنہوں نے چالیس سال تک کوئی شعر نہ کہا تھا۔کوئی خطبہ نہ دیا تھا، کہیں تعلیم حاصل نہ کی تھی جن کے بیشتر سرپرست ان کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ٹھیک چالیس سال کے بعد ان کی زبان مبارک پر ایسا کلام آنے لگا جو الفاظ اور معانی دونوں کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھا۔جسے سن کر لوگ ششدر رہ گئے کہ یہ نہ تو شاعری ہے اور نہ نثر اس طرح کا کلام پہلے نہ کبھی سنا تھا اور نہ دوسرا کوئی شخص ایسا کلام پیش کر سکتا ہے۔قرآن نے اس سے اکتفا نہیں کیا بلکہ ساری دنیا کو چیلنج دے دیا کہ سب مل کر اس چھوٹی سی سورت کی طرح کوئی سورت بنا لاؤ، حضور ﷺ کے مخالفین اکٹھے ہوئے، بڑے بڑے شاعروں اور ادیبوں کی خدمات حاصل کی گئیں، کئی کئی سال کوششیں جاری رہیں لیکن سب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

گویا قرآن کے معجزہ ہونے کا ایک پہلو یہ ہے کہ قرآن اپنی ادبی زبان، الفاظ اور اسلوب کے اعتبار سے معجزہ ہے۔قرآن حکیم نے آنے والے کئی حالات کے بارے میں پیش گوئیاں کی ہیں اور وہ واقعات اسی طرح پیش آئے ہیں جس طرح قرآن نے بتایا تھا۔معلوم ہوا کہ قرآن مجید اپنی پیش گوئیوں اور غیب کی خبروں کے ہو بہو سچا ہونے میں بھی معجزہ ہے۔

B.S Nishat Education
0300-5371884, 0344-5515779, 0512285833

**سوال نمبر۴: اطاعت اور اتباع رسول ﷺ کے متعلق تین تین آیات کا ترجمہ وتشریح اور اہم نکات بیان کریں۔**

**جواب: ترجمہ:** (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

اللہ سے محبت کی کسوٹی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی گناہوں کی معافی سے لے کر خدا کی محبوبیت تک کے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگردانی ہو (جو منافقوں کی نشانی ہے) یا خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صاف انکار (یعنی کفر) نتیجے کے لحاظ سے ہی تو ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ خدا سے محبت کرنے اور خدا کی محبت ڈھونڈنے پر ہر مذہب میں زور دیا گیا ہے۔ تمام روحانیت اور سچے تصوف کی بنیاد یہی ہے، اصلی مال جتنا گراں بار ہے، نقلی اتنا ہی نقصان دہ ہے۔ سوآ گاہ رہو کہ خدا کے سچے طلبگاروں کی تسکین بھی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہے۔ اور جعلی دعویداروں کی پہچان کا گر بھی یہی ہے۔

تعلق کے پانچ مرحلے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیساتھ ہمارے تعلق کے ترتیب وار پانچ مرحلے ہیں۔

۱۔ ایمان ۲۔ اطاعت ۳۔ اتباع

۴۔ ادب ۵۔ محبت

۱۔ ایمان تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کو تمام دعوؤں میں سچا مان لینے کا اعلان کر دیا جائے۔

۲۔ اطاعت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ہر حکم پر عمل کیا جائے۔ اور آپ ﷺ کے کسی فرمان کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

۳۔ اتباع یہ ہے کہ، آپ کی اطاعت دل وجان سے کی جائے اور زندگی کے کسی معاملے میں بھی آپؐ کے پیچھے چلنے میں عار نہیں بلکہ فخر محسوس کیا جائے۔ محض اطاعت یعنی قانون کی پابندی آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ایک عبادت اور سنت کو اسوہ بنا لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اتباع کا لفظ خدا کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ کسی کی اطاعت بغیر ایمان واتباع کے مجبوراً بھی ہو سکتی ہے۔ ایمان اطاعت اور اتباع کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایمان کا پہلا امتحان ہے۔ اور ایمان کے بلند ترین درجے یعنی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنے کا پہلا زینہ ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اطاعتِ خدا اور رسول ﷺ کو ہی کتاب وسنت کی فرمانبرداری کہتے ہیں۔

**اطاعت رسول:** اطاعت رسول ﷺ اور خلوص ووفاداری ایمان کی شرط ہے۔ اللہ کی طرف سے رسول ﷺ محض اس لیے نہیں بھیجا جاتا کہ بس اس کی رسالت کا اقرار کر لو اور پھر اطاعت جاہے کسی کی کرتے پھرو۔ بلکہ رسول کے آنے کی غرض ہی یہ ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ لے کر آئے ہیں دوسرے تمام قوانین چھوڑ کر صرف اس کی پیروی کی جائے۔ امت کے لیے ضروری ہے کہ رسول ﷺ کو اپنا مقتدا اور مطاع تسلیم کر کے اس کی بتائی ہوئی شریعت پر چلنا سیکھے۔

**اتباع رسول:** اللہ سے محبت کرنے اور اللہ کی محبت کو ڈھونڈنے پر دین ومذہب میں زور دیا گیا ہے۔ تمام روحانیت اور سچے تصوف کی بنیاد

یہی ہے۔سو آگاہ رہو کہ خدا کے سچے طلبگاروں کی تسکین بھی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہے۔جو لوگ اتباع رسول ﷺ سے منہ موڑتے ہیں وہ تو کافر ہیں۔خواہ محبت الٰہی کے کیسے ہی دعوے ان کی زبان پر ہوں۔اس لیے کہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے یا انہیں پسند کرے جو اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرنے والوں میں سے ہوں۔

**سوال نمبر ۵: قرآنی آیات کی روشنی میں مشاہدہ کائنات کی اہمیت کا جائزہ لیں۔**

**جواب: کائنات:۔** کائنات سے مراد وہ تمام چیزیں جو آسمان میں پائی جاتی ہیں اور ان کا وجود ہے۔لہٰذا مشاہدہ کائنات کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے اردگرد پائے جانے والی چیزوں کو غوروفکر کے ساتھ دیکھنا۔

چیزوں کو غوروفکر سے دیکھنے پر انسان کچھ نتائج نکالتا ہے۔کہ کائنات کی ہر چیز مثلاً سورج، چاند، ستارے، روشنی، حرارت، ہوا، پانی، مٹی، بارش، نباتات، جمادات، حیوانات اور معدنیات وغیرہ کسی نہ کسی قاعدے اور قانون کے پابند ہیں۔چیزوں کے بارے میں اس قسم کی معلومات ہی انسان کی تمام ایجادات کا باعث بنی ہیں۔

قرآن مجید قصہ کہانیوں کی کتاب نہیں ہے۔یہ تو ہدایت کی کتاب ہے۔انسان کو زندگی بسر کرنے کا درست طریقہ بتاتی ہے کہ اس کی زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔انسانی نظام یا انسانی معاشرہ بھی اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں پر ہی ٹھیک طرح چل سکتا ہے۔لہٰذا مشاہدہ کائنات کیلئے بھی انسان قرآن کا محتاج ہے۔اسی سوچ اور فکر نے انسان کو اسلام کی دہلیز پر لا کھڑا کیا ہے۔ایک سچا مسلمان توحید و رسالت اور آخرت پر سچا یقین لئے ہوئے دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔تاہم درج ذیل قرآنی آیات کا مشاہدہ کرنے سے اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔یہ غوروفکر کرنے سے ہی حاصل ہوگا۔

**نشانات قدرت پر غوروفکر کی دعوت:۔** سورۃ آل عمران آیت 90 تا 91۔سورۃ البقرۃ آیت 164۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات میں اپنی سات نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ آسمان اور زمین کی پیدائش۔ ۲۔ رات اور دن کا ادل بدل۔ ۳۔ بحری جہاز رانی۔ ۴۔ بارش کا پانی۔
۵۔ کرہ ارض پر نباتاتی اور حیوانی زندگی۔ ۶۔ ہواؤں کی گردش۔ ۷۔ بادلوں کی دنیا۔

ان آیات کی اہمیت کا اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاتا ہے۔کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ **ایل لمن ترامھذہ الایۃ مجّ بھا** ۔افسوس صد افسوس ہے اس پر جس نے اس آیت کو پڑھا اور اس پر غوروتدبر نہ کیا۔اسی طرح ایک دفعہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں نے سوال کیا۔کہ دوسرے انبیاء کے خاص معجزے تھے آپ ﷺ کیا لاتے ہیں۔آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی آیت 90 تا 91 پڑھ دی۔اور فرمایا میں تو یہ لایا ہوں۔

**اوقات، دن مہینے اور سالوں کا تعین:۔** سورۃ یونس 5 تا 6۔

مندرجہ بالا دو آیات میں چار چیزوں کا تصور ہے۔ ۱۔ سورج اور چاند کی روشنی۔ ۲۔ وقت کا تصور کا تعلق۔
۳۔ دن رات کا ادل و بدل۔ ۴۔ زمین اور آسمان کی مخلوقات میں پائے جانے والے عجائبات کی طرف توجہ۔

**دن کا تصور:**۔سورج کا طلوع اور غروب ہونے سے دن رات کا باری باری ظاہر ہونا۔مختلف قوموں اور لوگوں میں (تاریخ کیلئے) دن کی ابتداء اور انتہا کا شمار مختلف طریقوں سے کیا جاتا رہا مثلاً (i) کسی نے ایک صبح سے دوسری صبح تک۔ (ii) بعض نے ایک دوپہر سے دوسری دوپہر تک۔ (iii) کچھ نے ایک غروب سے لے کر دوسری غروب تک۔

**سال کا تعین:**۔انسان نے طویل مشاہدے کے بعد یہ معلوم کیا کہ 12 نئے چاند دیکھنے کے بعد پھر وہی موسم،اس مدت کا نام انسان نے ایک سال رکھا۔مہینے کے چار ہفتے بھی چاند کی گردش کے چاند کے منظم ادوار سے لیے گئے ہیں۔تاہم سورج اور چاند کی گردشوں اوران سے متعلق سقت کوناپنے کیلئے مختلف حصے مثلاً سیکنڈ،منٹ،گھنٹے،دن،ہفتے،سال اور پھر صدیاں مقرر کرنے میں جو پیمانے انسانی ذہن نے آج تک مقرر کئے ہیں۔ان سب کی تفصیل پڑھنے کیلئے مختلف کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔سائنسی مضامین مثلاً ریاضی،فزکس،حیاتیات وغیرہ۔ آیات کے آخر پر بتایا گیا ہے کہ جوآدمی علم کے تقویٰ بھی رکھتا ہے توسمجھ جاتا ہے۔کہ سب چیزوں کا بنانے والا ایک ہے۔اوراس نے ان کو کسی حکمت اور مقصد کے بغیرنہیں بنایا۔اس میں غوروفکر کرنے والوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔

**اللہ کے انعامات:سورۃ النحل 10 تا 21**۔آیات کا ترجمہ پڑھنے اور غوروفکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کے انعامات اورنشانیوں کی ایک فہرست مرتب کی جاسکتی ہے۔جو درج ذیل ہے:

۱)بارش اوراس کے فوائد خصوصاً مردہ زمین کو سیراب کرتی ہے۔نباتات اگانے کے کام آتی ہے۔یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ زمین کا 3/4 حصہ سمندر کے پانی سے گھیرا ہوا ہے۔لیکن ''پینے کے پانی'' اورآبپاشی کیلئے پانی کی فراہمی ہمیشہ سے انسان کا ایک مسئلہ رہا ہے۔ان مقاصد کیلئے آسمان سے برسنے والا پانی ہی کام آتا ہے۔چاہے وہ بارش کی صورت میں آئے تابرف بن کریا زیرزمین اس فرض کیلئے پانی کے تمام ذخائراسی پانی کےمحتاج ہیں۔

۲)قسم قسم کے پھل داردرخت اور پودے۔

۳)رات،دن،سورج،چانداورستاروں کا مسخر ہونا۔یعنی بعض اٹل اور لگے بندھے قانون کے پابند ہونا۔

۴)زمین پر پائی جانے والی مخلوق،حیوانات ہوں یانباتات اور جمادات جن کی رنگینی اور خوشبوآنکھ کو بھلی اور عقل کودعوت فکر دیتی ہے۔

۵)سمندراس کے منافع اورانسان کی غذائی اور جمالیاتی ضروریات سے اس کا تعلق خصوصاً بحری جہازرانی کی اقتصادی ومعاشی اہمیت۔

۶)پہاڑ،چٹانیں اورزمین کی حرکت کومتوازن رکھنے میں ان کی اہمیت۔

۷)قدرتی سفری راستوں اور لمبے سفروں میں رہنمائی کے قدرتی نشانات کی حیثیت سے دریاؤں،زمین کے طبعی خدوخال اور ستاروں کا کردار۔

۸)اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار کس طرح غوروفکر کرنے والوں،عقل سے کام لینے والوں اور رہنمائی کے طلب گاروں کو پوشیدہ عجائبات کی تلاش اور دریافت پرآمادہ کیا ہے۔اس لئے ان میں خالق کائنات کی عظمت،اس کی توحید،اس کے علم،اوراس کی قدرت کے نشانات ہیں۔

**B.S Nishat Education**
**0300-5371884, 0344-5515779, 0512285833**

ان آیات کے آخر پر اللہ تعالی انسان کے دل پر توحید کا نقش گہرا کرتا ہے۔ایک طرف تو ہر شے کا پیدا کرنے والا، ظاہر اور باطن ہر چیز سے باخبر، زندگی اور نعمتیں دینے والا اور دوسری طرف اللہ کی ذات، انسانوں کو باخبر کرتی ہے کہ خبردار" کہ جن معبودوں کو یہ لوگ دعاؤں میں پکارتے ہیں وہ تو کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں۔اوران کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ کب کھڑے ہو جائیں گے۔کیا یہ لوگ بالکل تفکر وتدبر سے کام نہیں لیتے۔

**خاص انعامات دودھ اور شہد:۔ سورۃ النحل 65 تا 70۔**

مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالی نے اپنی جن قدرتوں اور نعمتوں کی طرف کان دھرنے والوں اور عقل اور غور وفکر سے کام لینے والوں کو متوجہ کیا ہے۔انہیں مختصراً اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱) آسمانی پانی یعنی بارش اور اس کی زندگی بخش قوت۔ ۲) خاص دودھ اور اس کا واحد ذریعہ حصول۔۔۔۔ مویشی۔

۳) کھجور اور انگور کے پھل اور ان سے تیار ہونے والی اشیاء۔ ۴) شہد کی مکھی اور شہد آفرینی۔

۵) انسان کی پیدائش۔۔۔۔ بڑھاپے اور موت کے مناظر۔

دودھ اور شہد اللہ تعالی کی ایسی نعمتیں ہیں۔قرآن کریم میں ایک جگہ (سورۃ محمد:15) میں ان کو آخرت کی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔اس دنیا میں بھی یہ دونوں چیزیں انسان کیلئے انتہائی فائدہ مند ہیں۔قرآن کریم میں نشان قدرت نعمت کے طور پر دودھ اور شہد کا ذکر کیا گیا ہے۔جو کسی انسانی چیز یا کارخانے کی پیداوار نہیں۔بلکہ مویشیوں اور شہد کی مکھی سے حاصل ہوتے ہیں۔

**تمام طاقتوں کا سرچشمہ اللہ کی ذات:۔ سورۃ الملک 1 تا 4۔**

مندرجہ بالا آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام بڑی برکتوں والا اللہ ہے۔

اللہ تعالی تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔وہ سب سے بڑا ہے۔اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔جو جانتا ہے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔اللہ ہی ہے جس نے ساتوں آسمانوں کو تہہ بہ تہہ بنایا۔ذرہ اس کی نشانیوں کو غور سے تو دیکھو اس میں تمہیں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا۔ان آیات میں یہ بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔کہ اس کائنات کے مقصد تخلیق کیا ہیں۔اور اس کے خالق کے ساتھ رابطہ اور تعلق کیسے قائم ہوا۔یہ انبیاء کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔اللہ تعالی کے ساتھ تعلق اور اس کا قرب روحانیت ہے۔قرآن کریم جس طرح انبیاء کرامؑ کی روحانی تعلیمات کیساتھ ساتھ مشاہدہ کائنات پر ہر لمحہ ہر گھڑی تفکر اور تدبر کی دعوت دی ہے۔اور روحانیت کے بغیر تفکر بے فائدہ ہے۔

ب:

---

**B.S Nishat Education**
**0300-5371884, 0344-5515779, 0512285833**

B.S Nishat Education .0300-5371884 ,,051-2285833